نجیبہ عارف

پانچ نظمیں

میں کس زندگی کی معاصر ہوئی!

جھوٹے مقاصد کے انبار
آنکھوں میں سوئیوں کی مانند چبھتے چلے جا رہے ہیں۔
بلند آہنگی کی وراثت
خموشی کی ساری پناہوں کا چہرہ
خراشوں سے آلودہ کرنے لگی ہے۔
خود اپنی ستائش میں رطب اللساں سب زبانیں
لعابِ دہن سے،
زمیں تا فلک چپچپا، لجلجا اور مکروہ
جالا بنانے میں مصروف ہیں۔
دل ہے یا دوغلے پن کی دلدل میں دھنستا ہوا،
سچ سے ملنے کی خواہش کا کچا گھڑا۔

فکر کی کوئی بات نہیں

لکڑی کے بنچوں پر آدھے ٹھکے ہوئے کیل...
جو شاید ترکھان نے تھک کر یونہی باہر چھوڑ دیے تھے
یا پھر اس ڈبے کے مسافر

اپنے اپنے رنجِ مذلت بھولنے کی کوشش میں
ان کو کھینچتے رہتے تھے۔
ٹوٹی ہوئی بتیاں،
خراب پنکھے،
اور کھڑکیوں میں شیشوں کی جگہ
لکڑی کے پھٹے۔
''لیکن آپ فکر نہ کریں، سر!
یہ گاڑی لاہور نہیں جاتی،
یہ چھوٹی لائن کی پسنجر ٹرین ہے،
غریب غربا اس میں سفر کرتے ہیں،
ان کے لیے یہی ٹھیک ہے۔
آپ کی گاڑی پلیٹ فارم نمبر ۳ پر آئے گی،
نان سٹاپ، لگژری کوچز والی۔''

دو دھاری زندگی

ا

میں نے زندگی کو ایسے دیکھا
جیسے کوئی
گلوب سے چپکی ہوئی دنیا کو دیکھتا ہے،
سارے سمندر، سارے صحرا،
پہاڑ اور برفانی تودے
نظروں کے سامنے آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں
دل اور جاں کو چھوئے بغیر۔

۲

زندگی کا ایک ایک پَل
میرے دل پر پانوں رکھ کر گزرا
میں نے اس کے آنے کی آہٹ،
اس کی دھمک،
اور اس کا بوجھ اکیلے سہا ہے
اتنی بڑی اس دنیا میں
میری زندگی ایک ذرّے کے برابر بھی نہیں تھی
پھر بھی مجھ پر کتنی بھاری تھی۔

پنڈولم

شاعری، موسیقی و تصویر کاری،
فلسفہ، اعلیٰ ادب اور بلیک کافی،
بارشیں، تنہائیاں، خاموشیاں،
خواب کی کھڑکی سے باہر کیسی کیسی بازی گاہیں!
اور ادھر، گھٹنوں تلک فضلے کی دلدل،
بے بسی کے قہقہوں کا ایک محشر،
خون کے گارے میں لتھڑی زندگی،
جس کے چہرے پر خراشیں
اور ہونٹوں پر دہکتی گالیاں۔

جبلّتوں کی سطح پر جینا ایسا ہی ہوتا ہے

ہم زندگی کا چھلکا چبا کر جینے والے لوگ ہیں،
مغز پھینک دیتے ہیں،
اور خوشبو سونگھ کر
وقت ضائع نہیں کرتے،
اسی لیے ہم
پیٹ سے سوچتے
اور دانتوں سے محسوس کرتے ہیں!